مکہ میں قیامِ امن کے لیے رسول اللہ ﷺ کا کردار: حلف الفضول کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

The Role of Prophet Muhammad (S.A.W) for the Peace in Makkah: Analytical study in the Light of "Hilf Al Fudhul"

Dr.Syed Mujeeb Ur Rahman
Lecturer Department of Seerat Studies,
Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Syed.mujeeb@aiou.edu.pk

Abstract

The survival of a society depends on its social Governance. The law and order situation plays a central role in the establishment of social Governance. During the Makki era, law and order and the protection of human rights were influenced by tribal prejudices. Tribal affiliation was usually seen before helping the oppressed. After the fourth Harb ul Fijaar, the law and order situation in makki's society had deteriorated. Under these circumstances, a man from the Zubayd tribe came to Makkah. A tribal leader of Makah, Aas bin Wa'i l Alsahmi, usurped his financial right. The oppressed called the tribal chiefs of Makkah for help. Zubair bin Abdul Muttalib Al Hashimi called the Makki chiefs to protect the oppressed. Banu Taim, Banu Zahra and Banu Asad also supported him. They formed a joint platform known in history as the "Hilf Ul Fudhul"

It was a social contract to protect the society. The distinction of this agreement was to help the oppressed on the basis of humanity instead of tribal prejudices. At that time, the Holy Prophet (PBUH)was twenty years old. He was very satisfied to be a part of this agreement, which he later expressed on one occasion.

The agreement played a central role in improving social governance by improving the peace and order of the Makki community. This article examines in detail how the agreement improved the governance of the Makki Society. It also explains how it can be used in modern times.

Keywords: Hilf Al Fudhul, Social Governance ,Makki Era

نظم و نسق کا دارومدار امن و امان کی صورتحال پر ہوتا ہے۔ معاشرے میں موجود عدل اور مظلوم کی دادرسی کا نظام امن و امان اور سماجی نظم و نسق کو بہتر بناتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں جاہلی دور میں کوئی ایسا مرکزی پلیٹ فارم نہیں تھا جہاں مظلوم کی دادرسی کی جائے۔ قبائلی بنیادوں پر مظلوم کی مدد کی جاتی تھی۔ حلف الفضول مکہ مکرمہ میں تشکیل دیا جانے والا ایسا پلیٹ فارم تھا جہاں مظلوم کی قبائلی وابستگی دیکھے بغیر اس کی مدد کرنے کا باہمی وعدہ کیا گیا۔ اس اہم معاہدے کی تفصیلات سیرت کے قدیم و جدید ذخیرے میں موجود ہیں۔ دورِ حاضر میں سیرت کے مختلف پہلوؤں کا معاصر مسائل پر اطلاق کرنے کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔ اس رجحان کے تحت حلف الفضول پر بھی مقالہ جات لکھے گئے ہیں۔ اجمل علی مجددی اسکالر یونیورسٹی آف لاہور نے حلف الفضول: اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کی ابتدائی کاوش کے عنوان سے ۲۰۱۹ میں مجلہ ابحاث لاہور کی جلد نمبر ۴، شمارہ نمبر ۱۶ میں مقالہ لکھا ہے جس میں حلف الفضول پر فلاحی ریاست کے نقطہ آغاز ہونے کی جہت سے بحث کی گئی ہے۔ مظلوموں کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنے کے عنوان سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا مضمون موجود ہے۔ اسی طرح محسن انسانیت اور حقوق انسانی کے عنوان سے شیخ فضل الرحمٰن کا مضمون مجلہ اسوہ حسنہ کراچی سے فروری ۲۰۱۹ میں شائع ہوا ہے۔ ان دونوں مضامین میں بھی حلف الفضول کے تناظر میں ان معاصر مسائل کی وضاحت موجود ہے۔ ریاست کی بقاء اور معاشرتی ترقی میں نظم و نسق کی اہمیت واضح ہے۔ اس معاہدے کا مکہ مکرمہ کے نظم و نسق میں کیا کردار تھا۔ نیز اس سے موجودہ زمانے میں نظم و نسق قائم کرنے کے بارے میں کیا راہنمائی ملتی ہے۔ یہ پہلو تاحال تشنہ ہے۔ اس خلا کو پر کرنے کے لئے یہ مقالہ تحریر کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں اس اہم سوال کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ حلف الفضول کا مکہ کے سماجی نظم و نسق میں کیا کردار تھا۔ ضمنی طور پر مکہ مکرمہ کے شہری نظم و نسق کو بھی زیر بحث لایا جائے گا۔ نیز اس امر کی وضاحت بھی کی جائے گی کہ اگر کسی معاشرے میں امن و امان کے حکومتی ادارے نہ

ہوں، یا موجود ہوں لیکن غیر فعال ہوں تو اس معاشرے کے افراد کو امن و امان اور نظم و نسق بہتر بنانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے انتقال کے بعد بیت اللہ کی تولیت آپکے صاحبزادے نابت بن اسماعیل کے پاس رہی۔ ان کے بعد بیت اللہ کی تولیت مضاض بن عمرو جرہمی کی طرف منتقل ہوئی۔ اس زمانے میں مکہ مکرمہ کی آبادی بنو اسماعیل، بنو جرہم اور بنو قطوراء پر مشتمل تھی۔ بنو جرہم اور بنو قطوراء آپس میں چچازاد بھائی تھے۔ بنو جرہم مکہ مکرمہ کے بالائی علاقے قعیقعان اور بنو قطوراء نشیبی علاقے اجیاد میں رہائش پذیر ہوئے۔ ان کے درمیان مکہ مکرمہ کی حکومت کے حصول کے لئے جنگ بھی ہوئی۔ جس میں بنو جرہم کو فتح حاصل ہوئی۔ اس طرح بنو جرہم کا مضاض بن عمرو مکہ مکرمہ کا بادشاہ بنا[1]۔ بیت اللہ کی تولیت بھی انہی کے پاس تھی۔ بنو اسماعیل میں اللہ نے خوب عددی برکت عطا کی۔ لیکن انہوں نے اپنے ماموں قبیلے بنو جرہم کے ساتھ بیت اللہ کی تولیت اور مکہ مکرمہ کی حکومت کے معاملے میں اختلاف نہیں کیا۔ بعد میں بنو جرہم کی سرکشی اور بیت اللہ کی حرمت پامال کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر بنو بکر اور بنو خزاعہ کی شاخ غبشان کو مسلط کر دیا۔ دونوں نے مل کر بنو جرہم کو مکہ مکرمہ سے جلاوطن کر دیا۔ اور بنو خزاعہ کے غبشان قبیلہ والے بیت اللہ کے متولی بن گئے[2]۔ یہ تولیت ان کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی۔ بنو کنانہ کے قریش اس زمانے میں متفرق خاندانوں میں رہا کرتے تھے۔ یہ قبیلہ اولاد اسماعیل ہونے کی وجہ سے ایک نمایاں شان رکھتا تھا۔ اس قبیلے کے ایک معزز سردار قصی بن کلاب کی شادی مکہ مکرمہ کے آخری خزاعی حاکم حلیل بن حبیشہ کی بیٹی سے ہوئی۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو خوب پھیلایا۔ اپنے سسر حلیل کے انتقال کے بعد قصی بن کلاب نے مکہ مکرمہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں انہی کی اولاد بیت اللہ کی متعدد ذمہ داریاں سرانجام دیتی رہی۔ اور مکہ مکرمہ میں ان کو تسلط حاصل ہو گیا[3]۔

قصی نے اپنے دور میں مکہ مکرمہ کو ترقی دی۔ انہوں نے دارالندوہ تعمیر کیا۔ جہاں اہل مکہ کے ممتاز لوگ جمع ہو کر اہم معاملات کے بارے میں مشاورت کیا کرتے تھے۔ چالیس سال سے اوپر کے ہر شہری کو اس مجلس میں بیٹھنے کا حق تھا۔ ان کے دور میں لوگ شامیانے چھوڑ کر پتھروں سے مکانات کی تعمیر کرنے لگے۔ گویا مکہ مکرمہ ایک نئے تمدنی دور میں داخل ہوا۔ قصی کے بعد مکہ مکرمہ اور بیت اللہ کے اہم مناصب ان کی اولاد میں رہے۔ اہل عرب کسی مرکزی حکومت کے تابع نہیں تھے۔ قبائلی بنیادوں پر ان کی زندگی کا نظام رواں تھا۔ مکہ مکرمہ میں بھی کسی باقاعدہ حکومت کا وجود نہیں تھا۔ اہل مکہ نے دو قسم کے معاملات کے حل کے لئے مختلف مناصب مقرر کر رکھے تھے۔ ایک قسم کے مناصب کا تعلق بیت اللہ سے تھا، اور دوسری قسم کے مناصب لڑائیوں اور جنگوں کے معاملات کی دیکھبھال کے لئے تھے۔ ابتداء میں حجابۃ، دارالندوۃ، لواء، سقایۃ، رفادۃ اور قیادت [4] یہاں کے اہم مناصب تھے۔ جو قصی کی اولاد کے پاس رہے [5]۔ بعد میں ان مناصب میں اضافہ ہوا، ان میں دیات وحملات، سفارۃ، مشورۃ، القبۃ، الحکومۃ، اور الایسار [6] نامی نئے مناصب بھی متعارف کرائے گئے جن کی نگرانی قریش کے مختلف قبائل کے پاس تھی۔ ان مناصب کو مآثر بھی کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے حجابۃ اور سقایۃ کو برقرار رکھا اور باقی تمام مناصب کو ختم فرمادیا۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

آگاہ رہو کہ جاہلیت کے تمام مآثر میرے قدموں کے نیچے ہیں، سوائے سقایۃ اور سدانۃ کے [7]

قابل ذکر بات یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے اہم مناصب میں کسی ایسے منصب کا ذکر نہیں ملتا جس کا امن و امان قائم کرنے میں بنیادی نوعیت کا کردار ہو، جو بلا تفریق مظلوم کی مدد کرے۔ معاشرے سے ظلم کا خاتمہ ہی امن و امان اور نظم و نسق کے قیام کا سبب ہوتا ہے۔ ظلم کے خاتمے اور مظلوم کی دادرسی کے لئے مکہ مکرمہ میں کوئی باقاعدہ ادارہ نہیں تھا۔ جرگے، سفارت اور فیصلے نمٹانے کے مناصب موجود

تھے، جو بنو تیم اور بنو عدی کے پاس تھے۔ لیکن ان مناصب کا اپنا ایک دائرہ کار تھا۔ امن عامہ کا قیام ،بلا تفریق ظالم کا پیچھا کرنا اور ہر مظلوم کی داد رسی کرنے کے لئے مرکزی سطح پر کوئی ادارہ نہیں تھا۔ مظلوم کی مدد کرنے کا معیار قبائلی تعارف تھا۔ قبیلے کا سردار اپنے قبیلے کے افراد کے تحفظ کا ذمہ دار تھا۔ اگر کوئی پردیسی یا سماجی طور پر کمزور شخص ظلم کا شکار ہو جائے تو اس کی دادرسی کرنے کے لئے کوئی اجتماعی فورم نہیں تھا۔ مکہ کے قدیم دور میں بنو جرہم نے باہم ایک معاہدہ کیا تھا جس میں بلا تفریق مظلوم کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا[8]، لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ یہ فورم غیر فعال ہو چکا تھا۔ ان حالات میں حلف الفضول کے عنوان کے تحت ایک ایسے فورم کا قیام عمل میں آیا جس نے بلا تفریق مظلوم کی مدد کرنے کا دعویٰ کیا۔ اس پس منظر کے ساتھ حلف الفضول کی اہمیت کافی زیادہ ہے۔

a) حلف الفضول کا محرک:

یہ معاہدہ ذی القعدہ ۵۸۶ء میں ہوا تھا۔ سیرت کے اولین مصادر نے حلف الفضول کا کوئی مخصوص محرک ذکر نہیں کیا۔ ابن سعد (م:230ھ) نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ حرب الفجار سے واپسی پر قریش نے حلف الفضول کا معاہدہ باہم کیا[9]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرب الفجار کے بعد مکہ مکرمہ کا امن و امان کافی متاثر ہوا تھا، کسی ایسے مرکزی ادارے کا وجود نہیں تھا جو مرکزی سطح پر امن و امان کا قیام کر کے نظم و نسق کو بہتر بنا سکے تو کچھ نامور سرداروں نے باہم مل کر حلف الفضول کا پلیٹ فارم تشکیل دیا تاکہ اس فورم کے تحت امن عامہ کے قیام کی کوشش کی جا سکے۔ گویا کہ حلف الفضول کا بنیادی محرک حرم میں برپا ہونے والا ظلم تھا جو بعض نیک دل سرداروں سے برداشت نہ ہوا اور انہوں نے ظلم و ستم کا یہ سلسلہ ختم کرنے کا عزم کیا۔ مورخین اور سیرت نگاروں کی عبارات سے اس کی تائید ہوتی ہے:

سببه أن قريشا كانت تتظالم بالحرم، فقام عبد الله بن جدعان، والزّبير بن عبد المطلب فدعوا قومهم إلى التحالف على التناصر، والأخذ للمظلوم من الظالم، فأجابوهما، وتحالفوا في دار عبد الله بن جدعان[10]

حلف الفضول کا سبب یہ تھا کہ قریش نے حرم میں ظلم کا بازار گرم کرر کھا تھا، تو عبد اللہ بن جدعان اور زبیر بن عبد المطلب اس سلسلے کو روکنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، انہوں نے اپنی قوم کو باہمی مدد اور ظالم سے مظلوم کے حق کی وصولیابی کا حلف اٹھانے کے لئے بلایا، لوگوں نے ان کی پکار کا جواب دیا، اور سب نے عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں باہم معاہدہ کیا۔

یہی بات ابن الجوزی(م:597)نے بھی لکھی ہے[11]۔

برصغیر کے معروف سیرت نگار شبلی نعمانی(م:1914)نے بھی یہی سبب بیان کیا ہے، ان کی عبارت ملاحظہ ہو:

لڑائیوں کے متواتر سلسلے نے سیکڑوں گھرانے برباد کر دیے تھے اور قتل وسفاکی موروثی اخلاق بن گئے تھے، یہ دیکھ کر بعض طبیعتوں میں اصلاح کی تحریک پیدا ہوئی۔[12]

اس معاہدے کا معروف سبب اکثر مصنفین یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک زبیدی شخص مکہ مکرمہ تجارت کی غرض سے آیا۔ اس نے عاص بن وائل سے کوئی معاملہ کیا۔ عاص بن وائل مکہ مکرمہ کا باثر شخص تھا۔ اس نے زبیدی کا حق دینے سے انکار کیا۔ زبیدی نے حق وصول کرنے کی خاطر اپنے حلیفوں سے رابطہ کیا۔ چنانچہ وہ بنو عبد الدار، بنو مخزوم، بنو جمح، بنو عدی بن کعب اور بنو سہم کے پاس گیا، لیکن عاص بن وائل کے مقابلے میں کوئی اس کا ساتھ دینے کو تیار نہ ہوا، بالآخر صبح کے وقت جب کہ اہل مکہ کعبہ کے قریب اپنی مجالس میں تھے۔ جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر منظوم فریاد کی۔ نبی کریم ﷺ کے چچا جناب زبیر بن عبد المطلب اس کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ قریش کے نامور قبائل بنو ہاشم، تیم بن مرہ اور زہرہ عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے۔ اور مظلوم کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا[13]۔

ایک اور واقعہ اس سلسلے میں بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ قیس بن شبۃ السلمی نامی شخص نے ابی بن خلف کو کوئی چیز فروخت کی، ابی نے اس کا حق دینے سے انکار کیا، قیس نے بنو جمح سے فریاد کی لیکن انہوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار کیا۔ مجبور ہو کر قیس نے منظوم فریاد میں تمام اہل حرم کو مخاطب

کیا۔ تو حضرت عباس اور ابوسفیان اس کی مدد کو اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کا حق اس کو دلوایا۔ پھر قیس کے لوگ عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے مکہ مکرمہ میں ظلم کے خاتمے اور مظلوم کی دادرسی کا معاہدہ کیا۔ یہ دیکھ کر قریش کے بعض لوگوں نے کہا کہ واللہ یہ تو بہترین حلف ہے۔ اس سے اس کا نام حلف الفضول پڑ گیا۔[14]۔

اس تمام تر تفصیل کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں رائج ظلم و ستم کے خاتمے اور بلا تفریق مظلوم کی مدد کرنے کے لئے کچھ نیک دل مکی سرداروں نے حلف الفضول کے عنوان سے یہ فورم تشکیل دیا تھا۔

b) حلف الفضول کی وجہ تسمیہ:

مکہ مکرمہ کے اولین متولی قبیلہ بنوجرہم کے تین بزرگوں ۔ فضل بن حارث، فضل بن وداعہ، اور فضیل بن فضالۃ نے مکہ مکرمہ کے قدیم دور میں مظلوموں کی دادرسی کے لئے باہمی معاہدہ کیا تھا[15]۔ چونکہ ان تینوں میں لفظ "فضل" مشترک تھا۔ اسلئے اس حلف کا نام "حلف الفضول" پڑ گیا۔

ایک رائے یہ بھی ہے کہ چونکہ یہ معاہدہ مظلوم کو مالی تحفظ دینے کے لئے ہوا، مال کو فضل کہا جاتا ہے اسلئے اس کا نام حلف الفضول پڑ گیا۔ چنانچہ ایک روایت میں اس معاہدے کا مقصد یہ بیان کیا گیا:

رَدُّ الْفُضُولِ إِلَى أَهْلِهَا

حقدار کو اس کا حق دلایا جائے[16]۔

c) حلف الفضول میں رسول اللہ ﷺ کی شرکت:

بعثت سے پہلے نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سماجی طور پر متحرک زندگی گزاری۔ آپ ﷺ خلق خدا کی خدمت گیری میں کوشاں رہتے تھے۔ عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں جب قریش کے معززین نے جمع ہو کر یہ فورم تشکیل دیا تو رسول اللہ ﷺ بھی اس میں شامل تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر

مبارک بیس سال تھی۔ایک رائے جو محمد بن حبیب الہاشمی سے منقول ہے، یہ ہے کہ یہ فورم نزول وحی سے پانچ برس قبل تشکیل دیا گیا[17] گویا کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر پینتیس برس تھی۔لیکن پہلا نقطہ نظر زیادہ معروف ہے۔نبی کریم ﷺ اس میں شریک ہوئے بلکہ اس شرکت پر آپ ﷺ بعد میں مسرت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ درج ذیل روایات ملاحظہ ہوں:

- میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں اس معاہدے کے وقت موجود تھا۔مجھے اس معاہدے سے اس قدر لگاؤ ہے کہ اس کے عوض سرخ اونٹ بھی قبول نہیں کرونگا۔اگر کوئی آج بھی اس معاہدے کی نسبت سے مجھے مدد کے لئے بلائے تو میں اس کی مدد کو جاؤنگا[18]۔
- عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی نوعمری کے زمانے میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف المطیبین[19] میں شریک تھا۔مجھے سرخ اونٹوں کے عوض بھی اس معاہدے کو توڑنا گوارا نہیں[20]۔

d) حلف الفضول کا متن:

اس معاہدے میں انہوں نے جو باتیں باہم طے کی تھیں، سیرت نگاروں نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔چنانچہ ابن ہشام (م:213ھ) لکھتے ہیں:

فتحالفوا وتعاقدوا أن لا یجدوا بمکۃ مظلوما من أھلھا أو من غیرھم من سائر الناس الا قاموا معہ "وہ کانوا علی من ظلمہ حتی ترد علیہ مظلمتہ[21]

انہوں نے حلف اٹھایا اور باہم طے کیا کہ کوئی شخص چاہے مکہ کا رہنے والا ہو یا باہر سے آیا ہو، اس پر ظلم نہیں ہونا چاہئے، اور اگر ایسا ہوا تو وہ سب مظلوم کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔اور جب تک اس کو حق نہ مل جائے وہ ظالم کے خلاف برسرپیکار رہیں گے۔

ابن سعد (م:230ھ) لکھتے ہیں:

فَتَعَاقَدُوا وَتَعَاهَدُوا بِاللّٰہِ الْقَائِلِ: لَنَكُونَنَّ مَعَ الْمَظْلُومِ حَتَّى يُؤَدِّى إِلَيْهِ حَقُّهُ مَا بَلَّ بَحْرٌ صُوفَةً. وَفِي التَّآسِي فِي الْمَعَاشِ. فَسَمَّتْ قُرَيْشٌ ذَلِكَ الْحِلْفَ حِلْفَ الْفُضُولِ[22]

انہوں نے اللہ کے نام پر عہد کرکے یہ طے کیا کہ ہم مظلوم کو حق دلانے کے لئے اس وقت تک اس کے ساتھ رہیں گے جب تک سمندر سیپیاں بھگوتا رہے۔ اور روزگار کے معاملات میں یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ قریش نے اس کو حلف الفضول کا نام دے دیا۔

ابن کثیر (م:774ھ) لکھتے ہیں:

فَتَعَاقَدُوا وَتَعَاهَدُوا بِاللّٰہِ: لَيَكُونُنَّ يَدًا وَاحِدَةً مَعَ الْمَظْلُومِ عَلَى الظَّالِمِ حَتَّى يُؤَدِّيَ إِلَيْهِ حَقُّهُ مَا بَلَّ بَحْرٌ صُوفَةً وَمَا رَسَّى ثَبِيرٌ وَحِرَاءُ مَكَانَهُمَا، وَعَلَى التَّآسِّي فِي الْمَعَاشِ فَسَمَّتْ قُرَيْشٌ ذَلِكَ الْحِلْفَ حِلْفَ الْفُضُولِ،[23]

انہوں نے اللہ کے نام پر عہد کرکے یہ طے کیا کہ ہم مظلوم کو حق دلانے کے لئے اس وقت تک اس کے ساتھ رہیں گے جب تک سمندر سیپیاں بھگوتا رہے۔ اور روزگار کے معاملات میں صبر وبرداشت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ قریش نے اس کو حلف الفضول کا نام دے دیا۔

درج بالا عبارات کی رو سے اس معاہدے کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1۔ مظلوم کی مدد بلا تفریق کی جائے گی۔

2۔ مکہ مکرمہ میں امن وامان کا قیام یقینی بنایا جائے گا۔

3۔ مظلوم کی مدد کو ترجیحی اور مستقل بنیادوں پر انجام دیا جائے گا۔۔

e) حلف الفضول کی نمایاں خصوصیات:

عربوں کی تاریخ میں اس حلف کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ذیل میں اس کی اہمیت وافادیت کے چیدہ چیدہ نکات کا ذکر کیا جارہا ہے:

f) ا۔اثرانگیزی:

حلف الفضول مکہ کی تاریخ کا ایک موثر پلیٹ فارم تھا۔اس فورم سے متعدد مظلوموں کی داد رسی کی گئی۔ذیل میں اس کی اثرانگیزی کے چند واقعات نقل کئے جارہے ہیں:

ا۔اس معاہدے کا اولین فائدہ اس معاہدے کے سبب بننے والے زبیدی مظلوم کو ملا۔چنانچہ جب اس کی فریاد پر حلف الفضول معاہدہ عمل میں آیا تو معاہدے کے شرکاء اس کے ساتھ عاص بن وائل کے پاس گئے اور اس کا حق ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ان کے مطالبے پر عاص بن وائل کو زبیدی کا حق ادا کرنا پڑا۔[24]

۲۔ایک شخص ثمالۃ سے مکہ مکرمہ آیا اور ابی بن خلف کے ساتھ کوئی مالی معاملہ کیا۔ابی بن خلف نے اس کے حق کی ادائیگی سے انکار کیا۔اور اس کو برا بھلا کہا۔اس شخص نے حلف الفضول کا دروازہ کھٹکھٹایا، یعنی ان لوگوں کے پاس گیا جنہوں نے حلف الفضول کا معاہدہ کر رکھا تھا۔انہوں نے اس کو کہا کہ ابی بن خلف کے پاس جاؤ، اور اس کو خبر دو کہ تم ہمارے پاس آئے تھے، اگر اس نے تمہارا حق ادا کر دیا تو ٹھیک ہے ورنہ دوبارہ ہمارے پاس آنا۔وہ شخص ابی بن خلف کے پاس گیا اور اس کو اطلاع دی کہ میں حلف الفضول کے اصحاب کے پاس گیا تھا انہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر مجھے حق نہ ملا تو ان کے پاس واپس جاؤں، تو ابی بن خلف نے اس کا حق اس کو ادا کر دیا[25]۔

۳۔بنو خثعم کا ایک شخص اپنی بیٹی کے ساتھ مکہ مکرمہ میں عمرے کی نیت سے آیا، اس کی بیٹی حسن و جمال میں یکتا تھی۔نُبیہ بن حجاج نامی شخص نے اس کو اغواء کیا۔اس کے والد نے لوگوں سے فریاد کی کہ اس شخص کے ظلم سے مجھے کون نجات دلائے گا، کسی نے اس کو حلف الفضول سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔وہ کعبہ کے پاس کھڑا ہوا، اور حلف الفضول کا نام لے کر فریاد کی۔اس کی آواز سن کر حلف الفضول سے وابستہ افراد مسلح ہو کر آئے اور کہا کہ تمہیں مدد پہنچ گئی، اب بتاؤ کہ تمہیں کیا مسئلہ درپیش

ہے۔اس نے نُبیہ کے ظلم کا حال سنایا۔وہ سب اس کے ساتھ مل کر نبیہ کے دروازے پر گئے، اور اس کو بلا کر کہا کہ اس شخص کی بیٹی واپس کرو، تم جانتے ہو کہ ہم کون ہیں اور ہم نے کن باتوں پر باہمی معاہدہ کیا ہے۔نُبیہ نے کہا کہ میں لڑکی واپس کردونگا لیکن مجھے اس کے ساتھ ایک رات گزارنے کا موقع دیا جائے۔انہوں نے سختی سے انکار کیا۔بالآخر نُبیہ کو وہ لڑکی اسی وقت اس کے والد کے حوالے کرنا پڑی[26]۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے مکہ مکرمہ میں نظم ونسق کی بحالی میں اس حلف کا اہم کردار تھا۔اس کی بدولت ظالم اپنی حد میں رہنے پر مجبور تھا۔

۴۔اسلام کے بعد بھی اس حلف کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ایک مرتبہ حضرت سیدنا حسین اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے درمیان کسی مالی معاملے میں تنازعہ ہوگیا۔ولید اس زمانے میں مدینہ کا گورنر تھا۔اپنی حکومت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے سیدنا حسین کا حق ادا کرنے سے انکار کردیا۔سیدنا حسین نے فرمایا۔میرا حق ادا کرو۔بصورت دیگر میں اپنی تلوار اٹھاؤنگا۔اور مسجد رسول اللہ ﷺ میں آکر حلف الفضول کی مناسبت سے اپنا حق طلب کرونگا۔حضرت عبداللہ بن زبیر وہاں بیٹھے یہ گفتگو سن رہے تھے۔وہ کہنے لگے۔اگر سیدنا حسین نے حلف الفضول کی بنیاد پر حق طلب کیا۔تو میں ان کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اپنی تلوار اٹھاؤنگا۔اور یا تو ان کا حق ان کو مل کر رہے گا، یا ہم سب اس کی خاطر جان دے دیں گے۔مسور بن مخزمہ زہری اور عبدالرحمن بن عثمان تیمی نے بھی انہی عزائم کا اظہار کیا۔جب ان معاملات کی خبر ولید کو پہنچی تو اس نے سیدنا حسین کے حق کی ادائیگی کردی[27]۔

g) ۲۔ بلا تفریق مظلوم کی مدد کا فورم:

مکہ مکرمہ کے ماحول میں یہ معاہدہ غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا۔ مکہ مکرمہ سمیت جزیرہ عرب میں اس زمانے میں کسی مرکزی حکومت کا وجود نہیں تھا۔ چنانچہ لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لئے مرکزی سطح پر کسی موثر ادارے کا وجود نہیں تھا۔ قبیلے کی سطح پر مظلوم کے تحفظ کا نظام موجود تھا۔ اور اس نظام میں کمزور اور اجنبی کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ ان حالات میں اس طرح کے معاہدے کا وجود غنیمت سے کم نہیں تھا جس میں قبائلی تعصبات سے بالاتر ہو کر مظلوم کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا گیا۔

۳۔ اہم سرداران مکہ کی شمولیت:

اس معاہدے کی اہمیت کا ایک پہلو یہ تھا کہ اس میں قریش کے تمام نامور قبائل شامل تھے۔ ان تمام سرداروں کی جانب سے اگر ظالم کو مظلوم کا حق دینے پر مجبور کیا جاتا تو ظالم خواہ کتنا ہی طاقتور ہو، اس کو حق کی ادائیگی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہوتا تھا۔ اہم سرداران کی موجودگی کی وجہ سے کہا جا سکتا تھا کہ اس پلیٹ فارم کی حیثیت جمہوری تھی۔ اگر اس معاہدے میں قریش کے جمہور قبائل شامل نہ ہوتے بلکہ کسی ایک قبیلے کی جانب سے ایسی کوئی تحریک برپا کی جاتی تو اس کے یہ اثرات شاید نہ ہوتے۔

h) ۴۔ اراکین کا عزم واستقلال:

ایک اہم پہلو اس معاہدے کا یہ تھا کہ ان نیک دل سرداروں نے یہ معاہدہ ہمیشہ کی بنیاد پر کیا تھا۔ مورخین نے اس معاہدے کے متن میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

مَا بَلّ بَحْرٌ صُوفَةً وَمَا رَسَا حِرَاءٌ وَثَبِيرٌ مَكَانَهُمَا[28]

جب تک سمندر سیپیاں بھگوتا رہے اور جب تک حراء اور ثبیر[29] پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہیں (اس وقت تک ہم اس معاہدے پر عمل پیرا رہیں گے)

دوام اور ہمیشگی کے بیان کے لئے انہوں نے یہ تعبیر اختیار کی۔

i) ۵۔ حلف الفضول میں شمولیت کا اعزاز:

اس معاہدے کے اراکین نے اس میں شمولیت کو اپنے لئے اعزاز سمجھا۔ اسی طرح جو قبائل اس معاہدے میں شریک نہیں تھے ان سے احساس ندامت بھی منقول ہے۔ چنانچہ ابن حبیب نے عتبہ بن ربیعہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

لو أن رجلا خرج من قومہ لکنت أخرج من عبد شمس حتی أدخل في حلف الفضول[30]

اگر کسی شخص کے لئے یہ ممکن ہوتا کہ وہ اپنی قوم سے نکل جائے تو میں عبد الشمس سے نکل جاتا تاکہ حلف الفضول میں شامل ہو سکتا۔

عتبہ بن ربیعہ مکہ مکرمہ کا معروف دانشور تھا جس کا تعلق بنو عبد الشمس سے تھا۔ یہ قبیلہ حلف الفضول کے انعقاد کے وقت اس میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسلئے عتبہ کو اس کا قلق رہا کہ ہم اس اہم ترین فورم کا حصہ نہیں ہیں اور اس نے ان جذبات کا اظہار کیا کہ قبیلہ چھوڑنے کی گنجائش ہوتی تو میں حلف الفضول میں شمولیت کی خاطر قبیلہ چھوڑ دیتا۔ عربوں کو اپنی قومیت پر ناز ہوا کرتا تھا۔ قبائلی بنیادوں پر طویل المیعاد جنگیں لڑنے سے بھی نہیں کتراتے تھے لیکن اگر عبتہ جیسا سردار اپنے معروف قبیلے کو حلف الفضول کی خاطر چھوڑنے کا اظہا کر رہا تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مکی ماحول میں حلف الفضول کو غیر معمولی حیثیت حاصل تھی۔

ان خصوصیات کی بنیاد پر یہ معاہدہ مکہ کی تاریخ میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ مورخین نے بھی اس کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت حکیم بن حزام کی روایت نقل کی ہے:

وَكَانَ أَشْرَفَ حِلْفٍ كَانَ قَطُّ[31]

اور یہ (عربوں کی) تاریخ کا محترم و معزز معاہدہ تھا

محمد بن حبیب بغدادی (م: 245ھ) لکھتے ہیں:

أنہ کان حلفالم یسمع الناس بحلف قط کان أکرم منہ ولا أفضل منہ[32]

اس معاہدے کی شان یہ تھی کہ اس سے عالی شان اور افضل معاہدے کا تذکرہ لوگوں نے کبھی سنا نہیں تھا۔

اسلام پھیلنے کے بعد مسلمانوں میں اس نوعیت کے معاہدے کا وجود نہیں ملتا۔ نیز حلف الفضول بطور ایک اہم یادگار کے موجود رہا لیکن عملی طور پر فعال نہ رہا۔ کیونکہ اسلام بذات خود ایک ایسا نظام رکھتا ہے جس میں مظلوم کو بلا تفریق مدد فراہم کی جاتی ہے۔ جس سے نظم و نسق کی صورتحال کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ البتہ جس معاشرے میں اسلامی نظام مکمل طور پر فعال نہ ہو نیز وہاں امن و امان اور نظم و نسق کا کوئی اور مرکزی نظم بھی نہ ہو تو وہاں اس نوعیت کے معاہدات یا فورمز کی ضرورت رہے گی۔

j) حلف الفضول کی معاصر تطبیقات:

حلف الفضول امن قائم کرنے کا ایسا معاہدہ تھا جو مکہ مکرمہ کے نامور قبائل کے تعاون سے وجود میں آیا تھا۔ یہ قیام امن اور مشترکہ مقاصد کی خاطر معاہدہ کرنے کی ایسی نوعیت کی کوشش تھی جس کی ضرورت ہر زمانے کے انسانی معاشرے کو رہی ہے۔ اس کا دائرہ کار وسعت کا حامل ہے۔ محلہ جاتی سطح سے لے کر بین الاقوامی فورمز پر اس کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ دور جدید میں مختلف ممالک نے مشترکہ مفادات و مقاصد کی خاطر باہم مل کر مختلف انواع کے فورمز تشکیل دے رکھے ہیں۔ اقوام متحدہ، یورپی یونین اور اسلامی تعاون کی تنظیم اس کی اہم مثالیں ہیں۔ ان فورمز کا مقصد مشترکہ مقاصد کی تکمیل کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر امن و امان اور معاشی استحکام کے ذریعے نظم و نسق کا قیام ہوتا ہے۔ اسلئے ان کو حلف الفضول کی تطبیق کے طور پر ذکر کیا جاسکتا ہے۔

حلف الفضول کا بہتر اطلاق ایسی صورتحال پر کیا جاسکتا ہے جہاں کسی معاشرے میں امن و امان قائم کرنے کے ادارے نہ ہوں، یا ادارے ہوں لیکن فعال نہ ہوں، تو شہری اپنے طور پر امن و امان کی

صورتحال بہتر بنانے کے لئے مشترکہ فورم قائم کرسکتے ہیں۔ ان فورمز کو مفید بنانے کے لئے ان نکات کو مد نظر رکھنا چاہیئے جن کو حلف الفضول میں پیش نظر رکھا گیا تھا۔ یعنی:

- اس طرح کے پلیٹ فارمز انفرادی نہ ہوں، بلکہ معتبر افراد کو اس میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جتنے زیادہ لوگ اس کے رکن بنیں گے اتنا ہی یہ پلیٹ فارم موثر ہوتا جائے گا۔
- یہ پلیٹ فارم غیر تجارتی بنیادوں پر ہوں، ان کا مقصد صرف مظلوم کی مدد اور جرم کی روک تھام ہو۔
- ان کا قیام مستقل بنیادوں پر عمل میں لایا جائے۔ کسی حادثے سے متاثر ہو کر وقتی فیصلے نہ کئے جائیں۔

اگر اس طرح کے فورمز شہروں بلکہ محلوں کی سطح پر قائم کئے جائیں تو ہمارے معاشرے میں امن و امان کی صورتحال بہتر ہو گی اور شہری نظم و نسق میں بھی بہتری آتی جائے گی۔

نتائج:

اس تحقیقی مطالعہ سے ثابت ہوا کہ:

- نظم و نسق کا دارومدار امن وامان کی صورتحال پر ہوتا ہے۔
- بعثت سے قبل مکہ مکرمہ میں کسی مرکزی حکومت کا وجود نہیں تھا۔ قبائلی نظام کے تحت لوگ زندگی بسر کر رہے تھے۔ اگرچہ کچھ ایسے مناصب کا وجود تھا جن کا تعلق تمام قبائل سے تھا لیکن بالعموم یہ مناصب بیت اللہ، مسجد حرام اور حج کے انتظام و انصرام سے تعلق رکھتے تھے۔ یا پھر جنگوں سے وابستہ تھے۔
- اس زمانے میں مکہ مکرمہ میں مظلوم کی مدد قبائلی وابستگی کے پیش نظر کی جاتی تھی۔ کمزور اور اجنبی کے تحفظ کا کوئی نظام نہیں تھا۔

- حلف الفضول کا فورم نامور مکی سرداروں نے باہم مل کر قائم کیا تاکہ اس کے تحت مظلوم کی مدد قبائلی وابستگی سے ہٹ کر اور بلا تفریق کی جاسکے۔
- حلف الفضول ایک موثر معاہدہ تھا جس نے مظلوموں کی مدد کا فرض بخوبی انجام دیا۔ اس فورم نے ظالم کو لگام ڈالنے میں اہم کردار کیا جس کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں نظم و نسق کی صورتحال کافی بہتر ہوگئی۔
- یہ ایک ایسا معاہدہ تھا جس کے طریقہ کار سے ہر دور میں انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ آج بھی اس کو مدنظر رکھ کر اپنی سوسائٹی کے نظم و نسق کو بہتر بنانے کے اقدامات عمل میں لائے جاسکتے ہیں۔

---

[1] الازرقی، ابوالولید محمد بن عبد اللہ، اخبار مکہ وماجاء فیھا من الآثار (بیروت: دارالاندلس للنشر، س ن) ص 1/ 80

[2] حوالہ سابق، ص 1/ 96

نیز ملاحظہ ہو: ابن الضیاء، محمد بن احمد، تاریخ مکہ المشرفۃ، والمسجد الحرام والمدینۃ المنورۃ والقبر الشریف (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ط ثانیہ ۱۴۲۴ھ) ص 1/ 53

[3] ابن سعد، ابوعبد اللہ محمد، الطبقات الکبریٰ (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ط اولیٰ ۱۴۱۰ھ) ص 1/ 57-56

[4] حجابۃ کو سدانۃ اور عمارۃ بھی کہا جاتا تھا، اس سے مراد بیت اللہ کی چابی اور دیگر تعمیراتی ذمہ داریاں تھیں، یہ منصب بنو عبد الدار کے پاس تھا، جب اسلام کی کرنیں مکہ میں آئیں تو اس وقت یہ ذمہ داری عثمان بن طلحہ کے پاس تھی۔۔ دارالندوۃ سے مراد وہ مخصوص مکان تھا جہاں قریش جمع ہو کر مشاورت کیا کرتے تھے، یہ ذمہ داری قصی کی اولاد میں سے بنو عبد العزیٰ کے پاس تھی، ابتدائے اسلام کے زمانے میں یہ زید بن زمعہ کے پاس تھی۔ لواء اس جھنڈے کو کہا جاتا تھا جو جنگ پر جاتے وقت نصب کیا جاتا تھا، یہ بنو امیہ کے پاس رہی، اسلام جب آیا تو ابوسفیان بن حرب اس منصب پر فائز تھے۔ سقایۃ سے مراد حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری تھی، یہ بنو ہاشم کے پاس رہی، طلوع اسلام کے وقت حضرت عباس اس منصب پر فائز تھے، قصی نے قریش کو حاجیوں کو کھانا کھلانے پر مامور کیا تھا جس کے لئے قریش کے تمام قبائل فنڈز مہیا کرتے تھے اس شعبے کو رفادۃ کہا جاتا تھا، یہ شعبہ بنو نفل بن عبد مناف کے پاس تھا، جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو یہ ذمہ داری حارث بن عامر کے پاس تھی۔ دیکھئے ازرقی، اخبار مکہ، ص 1/ 109 نیز ملاحظہ ہو: ابن عاشور، محمد طاہر، تفسیر التحریر والتنویر، ص 6/ 181

[5] ازرقی، ابوالولید محمد بن عبد اللہ، اخبار مکہ وماجاء فیھا من الآثار (بیروت: دارالاندلس للنشر، س ن) ص 1:109

[6] الدیات والحملات نامی شعبے کے تحت مقتولوں کی دیت اور دیگر مالی معاوضوں کی جمع آوری اور ان سے متعلقہ فیصلے تھے۔ یہ شعبہ بنو تیم کے پاس تھا، اسلام کے ابتدائی زمانے میں حضرت ابو بکر صدیق اس منصب کے حامل تھے۔ مختلف قبائل کے مابین صلح کروانے کا منصب سفارۃ کہلاتا تھا۔ اس منصب کا حامل سفیر کہلاتا تھا، یہ منصب بنو عدی کے پاس تھا۔ حضرت عمر اس کے ذمہ دار تھے۔ الاعنۃ اور القبۃ سے مراد ایک قبہ یا خیمہ تھا جس کے تحت قریش جنگ کے لئے جمع ہوتے تھے۔ یہ بنو مخزوم کے پاس تھا۔ یہ قصی کا چچازاد قبیلہ تھا۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں حضرت خالد بن ولید اس کے ذمہ دار تھے۔ الحکومۃ واموال الآلھۃ سے مراد وہ شعبہ تھا جس کے تحت حرم اور احرام کی پابندیاں توڑنے والوں سے جرمانے کی وصولیابی اور وہ جانور جن کو بتوں کے لئے خاص کیا جاتا تھا ان سے حاصل شدہ آمدن کا حساب رکھنا ہوتا تھا یہ شعبہ بھی قصی کے چچازاد قبیلے بنو سہم کے پاس تھا۔ اس کے ذمہ دار حارث بن قیس تھے۔ ایسار نامی شعبے کی عملداری میں جوئے کے تیر تھے جو بیت اللہ میں رکھے جاتے تھے۔ یہ بنو جمع کے پاس تھا۔ یہ قصی کا چچازاد قبیلہ تھا۔ اس کے ذمہ دار صفوان بن امیہ تھے۔ (ملاحظہ ہو التحریر والتنویر، حوالہ سابق)

[7] ابن عاشور، التحریر والتنویر، ص6/182

نیز ملاحظہ ہو، ابو داؤد، السنن، باب فی دیۃ الخطاشبہ العمد

[8] ابن قتیبہ، المعارف، ص1/226

[9] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص1/103

[10] ابن قتیبہ الدینپوری، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم، المعارف (قاہرہ: الهیئۃ المصریہ العامہ للکتاب، ط ثانیہ ۱۹۹۲) ص1/604

[11] ابن الجوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن، الوفا باحوال المصطفیٰ (ریاض: الموسسۃ السعدیۃ، س ن) ص1/225

[12] شبلی نعمانی، سیرۃ النبی (اعظم گڑھ: مطبع معارف، ط ۲۰۰۳) ص1/129

[13] السہیلی، ابو لقاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ، الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (بیروت: داراحیاء التراث العربی، ط اولیٰ ۱۴۲۱ھ) ص2/47

[14] ابن قتیبۃ، المعارف، ص1/226

ابن قتیبہ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاہدہ قبیلہ قیس کے لوگوں نے کیا تھا۔ اور قریش نے اس کو اچھی نگاہ سے دیکھا تھا۔ لیکن یہ غیر معروف روایت ہے۔ معروف روایت یہی ہے کہ اس معاہدے کے محرک اول جناب زبیر بن عبد المطلب تھے۔

[15] ابن قتیبہ، المعارف، ص1/226

[16] الفاکہی، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق المکی، اخبار مکہ فی قدیم الدھر وحدیثہ (بیروت: دار خضر، ط ثانیہ ۱۴۱۴ھ) ص3/276

[17] ابن قتیبہ، المعارف، ص1/227

[18] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص1/103

[19] مطیبین عبد مناف، وزھرۃ، وأسد بن عبد العزی، وتیم، والحارث ابن فھر کو کہا جاتا ہے۔ انہوں نے بنو عبد الدار سے بیت اللہ سے متعلقہ کچھ مناصب زبردستی لینے کا ارادہ کیا۔ اور اس مقصد کے لئے باہمی معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کو حلف المطیبین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے خوشبو کے پیالے میں ہاتھ ڈال کر معاہدہ کیا تھا۔ بعد میں لڑائی کی نوبت نہ آئی اور ان کے درمیان صلح ہو گئی۔ دیکھئے ابن قتیبہ، المعارف، ص1/604 نیز ملاحظہ ہو ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ص1/132

روایت میں حلف المطیبین میں نبی کریم ﷺ کی شرکت کا ذکر ہے حالانکہ یہ معاہدہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے قبل کا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلف الفضول کو ہی یہاں حلف المطیبین کے نام سے ذکر فرمایا۔حلف المطیبین میں جو قبائل شامل تھے وہ حلف الفضول میں بھی تھے شاید اس مناسبت سے نبی کریم ﷺ نے اس کو حلف المطیبین کہا ہو، نیز چونکہ حلف الفضول مکہ کے ماحول میں امن کی خوشبو پھیلانے کے لئے معرض وجود میں آیا تھا ممکن ہے اس کی اس صفت کے پیش نظر اس کو حلف المطیبین سے یاد فرمایا ہو۔

[20]احمد بن حنبل، امام، مسند، مسند عبد الرحمٰن بن عوف، رقم ۱۶۵۵

[21]ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، طثانیۃ ۱۳۷۵ھ) ص 1/134

[22]ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص 1/103

[23]ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ، (دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والإعلان، ط اولیٰ ۱۴۱۸ھ) ص 3/457

[24]حوالہ سابق، ص 3/457

[25]ابن حبیب، المنمق فی اخبار قریش، ص ۵۴

[26]سہیلی، الروض الانف، ص 2/47

[27]ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ص 1/135

[28]ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص 3/457

[29]کوہ ثبیر مکہ مکرمہ کے مشرق میں جبل النور کے سامنے ہے۔

[30]ابن حبیب، محمد، المنمق فی اخبار قریش (قاہرہ: عالم الکتب، ط اولیٰ ۱۴۰۵ھ)، ص 54

[31]ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص 1/103

[32]ابن حبیب، محمد، المنمق فی اخبار قریش (قاہرہ: عالم الکتب، ط اولیٰ ۱۴۰۵ھ)، ص 52